ہے غلام محمد، تحصیلدار نے خوش ہو کر کہا اے غلام محمد میں نے تجھے پٹواری سے گرداور کر دیا ہے، تنخواہ چار کی بجائے چھ روپے ہو گئی اور ساتھ تحصیلدار نے کہا یہ گھوڑا الاؤنس ہے۔ غلام محمد نے کہا اب میرے پاس گھوڑا نہیں ہے میں یہ الاؤنس نہیں لے سکتا۔ تحصیلدار نے کہا میں وقت کا مجاز حاکم ہوں تجھے کون پوچھے گا کہ گھوڑا ہے یا نہیں۔ پٹواری نے کہا کوئی نہ پوچھے مگر خدا تعالیٰ تو پوچھے گا جو دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا میں یہ الاؤنس جس کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے نہیں لے سکتا۔ آخر وہ پٹواری اپنی جائز کمائی ﴿تنخواہ﴾ پر گزارہ کرتا رہا، حتیٰ کہ دنیا چھوڑ کر اپنے رب تعالیٰ کے دربار پہنچ گیا اور ہمیں سبق دے گیا کہ بندہ گزارہ کرنا چاہے تو بغیر رشوت لئے بھی گزارہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرے ایسے پاک باز لوگوں پر جنہوں نے سچی توبہ کر کے دنیا میں بھی نام پیدا کیا اور آخرت میں انعام واکرام کے مستحق ٹھہرے۔ رحمھم اللہ تعالیٰ

﴿۲﴾

﴿توبہ کی برکات﴾

ایک نوجوان کسی ڈسپنسری میں ملازم تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں ڈسپنسری کی دوائیاں فروخت کر کے ہزاروں روپے ماہوار بنا لیتا تھا پھر میں کسی اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ اب میں نے توبہ کر لی ہے۔ میری

تنخواہ نو سو روپے ہے۔ایک وہ وقت تھا کہ ہزاروں روپے ناجائز حاصل کرنے سے گزارہ نہیں ہوتا تھا دل بے چین رہتا تھا۔اب صرف نو سو روپے میں گزارہ ہو رہا ہے۔اب دل مطمئن ہے دل میں چین ہے سکون ہے۔

والحمد للہ رب العالمین

اے میرے عزیز بھائی ہم بھی سوچیں جن بیوی بچوں کی خاطر ہم نے ظلم وستم اور رشوت ستانی کا بازار گرم کر رکھا ہے کیا یہ بیوی بچے قبر میں ساتھ جائیں گے ہرگز نہیں۔کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مال اولاد دے لگ آکھے حق اللہ دے بھنے توں
مال اولاد تے عورت تیری نہ تینوں چھڑوانا ہے
بہناں بھائی یار اشنائی سب مطلب دے بیلی نیں
موتوں پچھے قبر توڑی کسے فاتحہ پڑھن نہیں جانا ہے
نت ویکھیں توں بارلدیندے تینوں اجے نہ فکر تیاری دا
تینوں وی جگ کہسی اک دن مرگیا اج فلانا ہے
ویلا ای ہن جاگ کر کرلے نیک اعمال کمایاں توں
حشر توڑی سوناوچ قبرے خاک تے کیڑیاں کھانا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں نظر بصیرت عطا کرے اور ہم خواب غفلت سے بیدار

ہوں اس سے پہلے کہ موت آکر ہمیں جھنجھوڑے پھر وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔

حسبنا الله ونعم الوكيل

بعض دوست اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جب ریٹائرڈ ہوں گے تو توبہ کرلیں گے۔ یہ بھی نری غلط فہمی اور شیطانی وسوسہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ بے شک توبہ سے حقوق اللہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد نہیں معاف ہوں گے۔

حدیث پاک میں ہے رسول اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا اے صحابہ کرام یہ بتاؤ کہ مفلس کون ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مفلس اس کو کہتے ہیں جس کے پاس درہم و دینار مال و دولت نہ ہو۔ فرمایا نہیں میری امت میں مفلس وہ ہے جس نے نمازیں بھی پڑھیں، روزے بھی رکھے، زکوٰۃ بھی دی لیکن کسی کا مال ناحق کھایا، کسی کو گالی دی، کسی پر بہتان لگایا، کسی کو ناجائز مارا لیکن جب وہ قیامت کے دن حساب کے لئے پیش ہوگا تو اس کی نیکیاں نماز روزہ حق والوں کو دی جائیں گی پھر بھی حساب پورا نہ ہوا تو حق والوں کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیے جائیں گے اور وہ نامراد دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ ﴿مسلم شریف / مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۳۵﴾

دوسری حدیث پاک میں ہے حقوق تین قسم کے ہیں۔

﴿۱﴾ شرک یہ ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔

﴿۲﴾ حقوق العباد یہ اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا حتیٰ کہ حق والا حق والے سے بدلہ لے گا۔

﴿۳﴾ حقوق اللہ یہ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کرے چاہے تو سزا دے۔

ان دونوں مبارک حدیثوں کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حقوق العباد نہیں بخشے گا۔ تو اگر کوئی شخص ریٹائر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دربار سچی توبہ کرلے تو اس سے حقوق اللہ تو معاف ہو سکتے ہیں مگر جو بندوں کے حق ہیں مثلاً کسی کا مال کھایا کسی سے رشوت لی کسی کو ناحق ستایا تو یہ ہرگز معاف نہیں ہوں گے بلکہ حق والے قیامت کے دن دربار الٰہی میں اپنے اپنے حق مانگیں گے اور ان کو حق دلایا جائے گا۔ لہٰذا اے میرے عزیز بھائی ایک بار پھر مندرجہ بالا قبر کے واقعات کو پڑھیں نیز یہ بھی سوچیں کہ ساری باتوں کو بھلا کر ہم اللہ رسول ﴿جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم﴾ کی نافرمانی پر کمر باندھ لیں اور پھر یہ امید رکھیں کہ ہمارے ساتھ بھی جانکنی اور قبر میں وہی سلوک ہو جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار نیکوکار بندوں کے ساتھ ہوتا ہے تو یہ خام خیالی ہے۔ یہ اندھیر کھاتہ اللہ کے دربار میں نہیں چلے گا۔ قرآن پاک میں ہے **ام حسب الذین**

اجترحوا السیات ان نجعلهم کا الذین امنوا و

عملو االصلحت سوآءً محیا هم ومماتهم سآء ما یحکمون .

﴿سورۃ الجاثیہ آیت ۲۱﴾

یعنی وہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں کیا ان کا یہ گمان ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں اور نیک عمل کرنے والوں کی طرح کردیں کہ ان دونوں کی زندگی وموت برابر ہوں یہ بہت بُرا گمان ہے یہ نہیں ہوسکتا۔

اے دریغا عمر تو رفتہ بخواب

اندکے ماندست اورا زودیاب

یعنی ہائے افسوس کہ تیری عمر خواب غفلت میں گزر گئی ہے تھوڑی باقی ہے اسے جلدی سنبھال۔

فقیر نے مندرجہ بالا چند باتیں بطور خیر خواہی لکھی ہیں اس امید پر کہ شائد کسی کے دل میں یہ باتیں اتر جائیں اور وہ اپنی قبر وحشر کو شاندار بنالے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

تیسرا باب

منجیات یعنی قبر کے عذاب سے بچانے والے اسباب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبر کے عذاب سے بچانے والے اسباب کئی ہیں کچھ اعتقادی ہیں اور کچھ عملی۔ اعتقادی اسباب میں سب سے اہم سبب ادب ہے۔ ادب کرنے سے سب کچھ ملتا ہے اور بے ادبی سے سب کچھ چھن جاتا ہے، قبر میں سخت مار پڑتی ہے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس پر شاہد ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خلق قرآن کا فتنہ کھڑا ہوا، خلیفہ وقت بھی بہک گیا لیکن امام موصوف اپنے حق مسلک پر ڈٹے رہے۔ وہاں ایک سرکاری مولوی جس کا نام بشر مریسی تھا اس نے خلیفہ وقت کی ہاں میں ہاں ملا کر سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی، جب وہ مولوی بشر مریسی فوت ہوا اور اسے قبرستان میں دفن کر دیا گیا، اس قبرستان میں پہلے سے ایک نوجوان مدفون تھا، جو کہ جوانی میں فوت ہوا تھا، اس نوجوان کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سارے بال سفید ہو چکے ہیں دیکھنے والے نے پوچھا تیرے بال کیوں سفید

ہو گئے ہیں؟ اس نے بتایا جب ہمارے قبرستان میں بشر مریسی کو دفن کیا گیا تو دوزخ نے اس پر ایک ہی چنگھاڑ مارا جس سے سب قبرستان والوں کے بال سفید ہو گئے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے: **قال احمد الدورتی رجل من جیرا ننا شابا فر ایته فی اللیل وقد شا ب فقلت ما قصتک قال دفن بشر فی مقبر تنا فز فزت جھنم زفزفة شاب منھا کل من فی المقبر ۃ کما فی فصل الخطاب .**

﴿روح البیان صفحہ ۲۱۶ جلد نمبر ۱۰﴾

علامہ زمخشری جو کہ اہلسنت کے بہت بڑے عالم دین تھے بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہوئے ان کی تصنیفات میں سے تفسیر کشاف جو کہ بڑی بڑی چار جلدوں پر محیط ہے اس علامہ زمخشری نے اپنا عقیدہ بدل لیا اور وہ معتزلی ہو گیا تو وہ دوزخی بن گیا اس کا اظہار یوں ہوا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے خواجہ صدر الدین جبکہ اپنی طالبعلمی کے زمانہ میں تھے اسی علامہ زمخشری کی علم نحو میں تصنیف شدہ کتاب مفصل دیکھی اور شوق پیدا ہوا کہ اس کو پڑھوں۔ اپنے والد ماجد خواجہ ملتانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اجازت ہو تو میں مفصل پڑھ لوں قبلہ والد صاحب نے فرمایا آج رات صبر کرو صبح کو بتائیں گے اور جب رات

کو صاحبزادہ صاحب سو گئے تو دیکھا کہ ایک شخص کو زنجیروں میں جکڑ کر لئے جا رہے ہیں صاحبزادہ صاحب نے پوچھا یہ کون ہے جواب ملا یہ مفصل کا مصنف علامہ زمخشری ہے اسے دوزخ لئے جا رہے ہیں۔

اس سے واضح ہوا کہ جس کا عقیدہ اہلسنت و جماعت کے خلاف ہوا وہ دوزخی ہے خواہ کتنا بڑا عالم ہو۔

اسی لئے امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قال الشیوخ رضی اللہ عنہم اقل عقوبۃ المنکر علی الصالحین ان یحرم برکتھم قالوا ویخشی علیہ سوء الخاتمۃ۔ ﴿روض الریاحین ص ۸﴾

یعنی مشائخ کرام نے فرمایا جو شخص صالحین پر انکار کرے اس کی کم از کم سزا یہ ہے کہ وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم رہتا ہے نیز مشائخ کرام نے فرمایا ایسے شخص پر اس بات کا ڈر ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو۔

لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ بے ادبی سے بچے۔ مندرجہ ذیل واقعات سے روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں بے ادبی کرنے سے کتنی تباہی اور بربادی ہوتی ہے۔

اقول وباللہ التوفیق، حسبنا اللہ ونعم الوکیل

﴿1﴾

ابو محمد خراسانی بیان کرتے ہیں کہ خراسان کے بادشاہ کا ایک قیس نامی خادم تھا اس خادم نے حج کی تیاری کی اور اس نے اپنے مولیٰ سے اجازت مانگی، مالک نے اجازت نہ دی، خادم نے عرض کی میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے لئے اجازت مانگی ہے آپ اجازت کیوں نہیں دیتے، مالک نے کہا جب تک تو ایک بات کی ضمانت نہ دے اور وعدہ نہ کرے میں تجھے ہرگز اجازت نہیں دوں گا، یہ سن کر خادم نے کہا بتایئے وہ کون سی بات ہے جس کا آپ عہد لینا چاہتے ہیں، مالک نے کہا وہ یہ ہے کہ جب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ پر حاضر ہو تو یوں عرض کرے یارسول اللہ میرے مالک نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ میں ان دونوں سے بیزار ہوں جو کہ آپ کے پہلو میں لیٹے ہوئے ہیں ﴿یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما﴾ یہ سن کر خادم نے کہہ دیا ہاں میں پیغام پہنچا دوں گا مگر جو بات دل میں تھی وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا تھا، وہ خادم روانہ ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچا اور روضہ مقدسہ پر حاضری دی سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا مگر شرم کے مارے وہ پیغام عرض نہ کر سکا اور مسجد

شریف میں لیٹ گیا، آنکھ سوگئی تو قسمت جاگ اُٹھی، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ روضہ ءمقدسہ کے سامنے کی دیوار کھل گئی ہے اور سید دو عالم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سبز رنگ کا حلہ مبارک زیب تن کیے تشریف لائے ہیں، آپ کے جسم نازنین سے کستوری سے بھی اعلیٰ خوشبو مہک رہی ہے، پھر دیکھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف ابو بکر صدیق ہیں اور بائیں جانب فاروق اعظم ہیں رضی اللہ عنہما اور دونوں حضرات نے سبز رنگ کے حلے پہن رکھے ہیں، محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قیس تو پیغام کیوں نہیں پہنچاتا؟ کیس کہتا ہے کہ میں ہیبت زدہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے شرم آتی ہے کہ میں حضور کے دونوں صحابہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے متعلق وہ پیغام عرض کروں جو میرے مالک نے دیا تھا یہ سن کر آقائے دو جہاں باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کیس تو غور سے سن تو جج کر کے صحیح وسلامت اپنے وطن خراسان پہنچ جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ، جب تو اپنے مالک کے ہاں پہنچے تو اسے یہ پیغام دے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا سچا رسول ہر اُس سے بیزار ہیں جو ان دونوں صحابہ کرام سے بیزاری ظاہر کرے اے کیس کیا تو سمجھ گیا ہے؟ عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، پھر فرمایا اے کیس جب تو خراسان پہنچے گا تو

تیرے پہنچنے کے چوتھے دن تیرا مالک مر جائے گا، اے کیس کیا تو سمجھ گیا ہے؟ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا اس کی موت کا سبب یہ ہوگا کہ اس کے چہرے پر ایک پھوڑا سا نکلے گا جس سے اس کی موت واقع ہوگی اے کیس کیا تو سمجھ گیا ہے؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر میری آنکھ کھل گئی، میں بیدار ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اس پر کہ مجھے حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا اور ساتھ ہی سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔

الحمد لله رب العالمين.

پھر میں نے حج کیا، حج سے فارغ ہو کر اپنے وطن لوٹا اور صحیح سلامت گھر پہنچ گیا اور میں اپنے مالک کے لئے تحائف بھی لے گیا تھا، زاں بعد دو دن تو میرا مالک خاموش رہا مگر تیسرے دن اس نے پوچھا میرے پیغام کے متعلق کیا ہوا؟ میں نے کہا وہ میں نے پورا کر دیا تھا اس نے کہا پھر کیا ہوا میں نے کہا کیا آپ جواب سننا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا سنا! میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا، جب میں نے یہ سنایا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالیٰ اور میں ہر اس سے بیزار ہیں جو ان دونوں ﴿ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما﴾ سے بیزار ہے، یہ سن کر وہ ہنسا پھر اس نے کہا چلو چھٹی ہو

گئی، ہم ابوبکر وعمر سے بیزار اور اللہ رسول ہم سے بیزار، یہ سن کر میں نے دل میں کہا او اللہ کے دشمن تجھے کل پتہ چل جائے گا اور پھر جب چوتھا دن نکلا تو اس کے چہرے پر پھوڑا سا نکل آیا اس سے اس کو سخت درد ہوا اور پھر ہم نے اسے دفن کر کے ظہر پڑھی۔ ﴿الاسالیب البدیعہ ص ۶۴﴾

اس واقعہ سے ہمیں کئی سبق ملتے ہیں ایک یہ کہ جو صحابہ کرام کا دشمن ہے اللہ جل جلالہٗ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دشمن ہیں۔

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حجابات اُٹھا دیے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین کو مثل کف دست دیکھتے ہیں جیسے کہ خود سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذه.

﴿طبرانی، زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص ۲۰۴ جلد ۷﴾

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میرے سامنے کر دی ہے لہٰذا میں تمام دنیا کو اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔

اللھم صل وسلم وبارک علی حبیبک النبی المختار

وعلی الہ الاخیار واصحابہ اولی الایدی والابصار.

بلکہ امت کے ولی بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے مستقبل کے واقعات اور دلوں کے خطرات کو دیکھتے اور جانتے ہیں۔

چند واقعات سپرد قلم کیے جاتے ہیں:

۱

خواجہ خواجگان خواجہ غلام نبی للھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنے لڑکے کی شکایت کی کہ یہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا، بیوی کی طرف میلان نہیں رکھتا، آپ اس کو سمجھائیں، آپ نے جب لڑکے سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا حضور میرے دل کا اپنی بیوی کی طرف میلان ہی نہیں، آپ نے اس کو فرمایا تیری بیوی کی عمر صرف چھ ماہ باقی ہے تو کیوں تو گھر میں بگاڑ پیدا کر رہا ہے، یہ سن کر وہ اپنی بیوی سے محبت کرنے لگ گیا، لیکن وہ بیوی چھٹے مہینے فوت ہوگئی۔

﴿حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۲۷۷﴾

سبحان اللہ اولیاء کرام باعطا الٰہی یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں کب مرے گا۔

ب

شیخ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت محمد بہاؤ الدین بخاری شاہ نقشبند قدس سرہٗ بخارا میں تھے اور آپ کے ایک مرید مولانا عارف خوارزم میں تھے، حضرت خواجہ شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ ایک دن نظر ولی پر گفتگو فرمارہے تھے اثنائے کلام فرمایا، مولانا عارف اس وقت خوارزم سے سرائے کی طرف چل پڑے ہیں، اب وہ فلاں جگہ پہنچ گئے ہیں، کچھ دیر بعد فرمایا اب مولانا عارف کے دل میں خیال آرہا ہے کہ وہ سرائے کو نہ جائیں اب وہ واپس خوارزم کولوٹ گئے ہیں۔ اس واقعہ کو حاضرین نے لکھ لیا اور ساتھ تاریخ دن اور وقت بھی لکھ لیا پھر جب کچھ مدت کے بعد مولانا عارف بخارا آئے تو ان کو لکھا ہوا سنایا گیا، انہوں نے ہر بات کی تصدیق کی، سب کو تعجب ہوا۔

﴿جامع کرامات اولیاء، جمال الاولیاء ص ۱۴۰﴾

ج

حضرت محمد بن ابوبکر حکمی رحمۃ اللہ علیہ یمن کے علاقہ عواج میں سکونت پذیر تھے، بلاد حرض سے دو بھائی عواج پہنچے، وہاں آپ کی بہت سی کرامتیں سنیں مگر اعتبار نہ آیا، کچھ عرصہ عواج میں رہے کہ اچانک خبر ملی کہ ان کا باپ

بیمار ہو گیا ہے انہوں نے واپس اپنے شہر جانے کا ارادہ کر لیا اور وہ دونوں حضرت شیخ حکمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے والد کی بیماری کی اطلاع دی اور ساتھ واپس جانے کا ارادہ بھی ظاہر کیا۔ حضرت شیخ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ لیکن جب تم اپنے وطن پہنچو گے تو تمہارے جانے سے پہلے تمہارا باپ تندرست ہو چکا ہوگا اور جب تم اپنے شہر میں داخل ہو گے تو رات کا آخری وقت ہوگا اور جب تم گھر پہنچو گے تو تمہارا باپ نماز فجر کے لئے وضو کر رہا ہوگا اور وہ دایاں پاؤں دھو چکا ہوگا بایاں پاؤں ابھی نہیں دھویا ہوگا تم وہاں پہنچ جاؤ گے، پھر وہ رخصت ہو کر اپنے شہر پہنچے تو وہ رات کا آخری حصہ تھا جب گھر پہنچے تو باپ نماز فجر کے لئے وضو کر رہا ہے، آگے بڑھے تو دیکھا دایاں پاؤں دھو چکا ہے بایاں باقی ہے۔

﴿جامع کرامات اولیاء، جمال الاولیاء ص ۱۰۷﴾

﴿د﴾

شیخ عبداللہ خوجندی فرماتے ہیں کہ میرے دل میں عشق کی آگ لگ چکی تھی جس نے میرا اقرار سلب کر دیا تھا، میں طریقت میں داخل ہونے کا سخت پیاسا تھا، یعنی کسی اللہ والے کا مرید ہونے کا شوق دامنگیر تھا، میں خوجند

سے حیران و پریشان نکل کھڑا ہوا اور ترمذ پہنچ گیا اور انتہائی بے قراری کی حالت میں عارف کبیر حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، پھر نہر جیحون کے کنارے مسجد میں جا کر سو گیا، خواب میں دو رعب و داب والے بزرگ ملے، ایک نے مجھ سے کہا ہمیں پہچانتے ہو؟ میں تو علی حکیم ترمذی ہوں اور یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ تم اپنے کو مشقت میں نہ ڈالو اور بے قرار نہ ہو، کیونکہ جس کام کا تم نے ارادہ کیا ہے ابھی اس کا وقت نہیں آیا آج سے بارہ سال بعد وہ بزرگ یعنی خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند بخاری جو کہ اس وقت قطب زمانہ ہوں گے کے ہاتھ پر مقصود کو پہنچ جاؤ گے، اس پر میری آنکھ کھل گئی اور دلی بے قراری ختم ہو چکی تھی، مجھے دلی سکون نصیب ہوا اور میں اپنے شہر خوجند لوٹ آیا۔ ایک دن میں بازار میں جا رہا تھا دیکھا کہ دو ترکی آدمی مسجد میں داخل ہو رہے ہیں میں بھی ان کے پیچھے مسجد میں داخل ہوا وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے میں نے کان لگایا تو پتہ چلا کہ یہ طریقت کی باتیں کر رہے ہیں، پھر ایک نے کہا اس بندے میں عشق کی سوزش معلوم ہوتی ہے، مناسب ہے کہ ہمارے پیر زادے کی خدمت میں رہے میں نے ان سے پتہ پوچھا اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا انہوں نے میرے حال پر بڑی شفقت فرمائی ان کے ایک صاحبزادے نے عرض کیا یہ بندہ بڑا نیاز مند

معلوم ہوتا ہے آپ سے مرید کرلیں! یہ سن کر شیخ رو پڑے اور فرمایا بیٹا یہ تو شیخ بہاؤ الدین بخاری کا مرید ہے میرا اس پر کوئی حکم نہیں چل سکتا، میں وہاں سے خوجند لوٹ آیا کچھ مدت گزری تو دیکھا کہ میرا دل بخارا کی طرف کھنچا جا رہا ہے اور مجھے ایک منٹ کی دیر کرنے کی طاقت نہ رہی میں اُٹھا اور بخارا کی طرف سفر شروع کر دیا اور وہاں پہنچ کر حضرت خواجہ شاہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا عبداللہ خوجندی ابھی بارہ سال میں تین دن باقی ہیں، یہ سن کر مجھ پر عجیب قسم کی کیفیت طاری ہوگئی، تین دن بعد مجھے قبول فرمالیا اور پوری عنایت وتوجہ مبذول فرمائی۔

﴿جامع کرامات اولیاء، جمال الاولیاء ص ۱۴۲﴾

پڑھ کر دیکھیں ''ولایت'' جو کہ مکتبہ سلطانیہ محمد پورہ فیصل آباد سے دستیاب ہے

مندرجہ بالا صرف چار واقعات تحریر کیے ہیں ورنہ کتابیں بھری پڑی ہیں ان واقعات کو پڑھ کر ہر مسلمان ذی شعور اندازہ کرسکتا ہے کہ اولیاء کرام کی نظر مبارک کہاں تک پہنچتی ہے، مگر کچھ بدنصیب لوگ بتوں والی اور کافروں والی آیتیں پڑھ پڑھ کر کہتے ہیں کہ نبی ﴿علیہ السلام﴾ کو غیب کا علم نہیں تھا۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

﴿۲﴾

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم جامع مسجد عمرو بن العاص میں نماز پڑھ رہے تھے غالبًا یہ فجر کی نماز تھی ہم نے نماز کے دوران ایک شور سنا جو کہ مسجد کے صحن میں تھا جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ مسجد کے صحن میں جمع تھے اور دیکھا کہ ایک شخص ذبح کیا ہوا ہے اور ان حاضرین میں سے ایک آدمی نے برملا کہہ دیا کہ اس کو میں نے قتل کیا ہے، کیونکہ یہ شیخین کریمین سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں گند بولتا تھا، لوگ اس کو پکڑ کر سلطان کے ہاں لے گئے، بادشاہ نے پوچھا تو اس نے سارا واقعہ سنا دیا اور اقرار کیا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے، سلطان نے اس کو قید کرنے کا حکم دیا اور مقتول کو دفن کرنے کی اجازت دے دی، پھر جب اس مقتول کے لئے قبر کھودی تو اس میں زہریلا سانپ موجود تھا، پھر دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی سانپ موجود تھا، پھر تیسری جگہ کھودی تو وہاں بھی سانپ موجود تھا، لہٰذا لوگوں نے اسے سانپ کے ساتھ ہی دفن کر دیا۔ ﴿الاسالیب البدیعہ ص ۶۵﴾

﴿۳﴾

قبیلہ عک کے مؤذن نے بیان کیا کہ میں اور میرا چچا ہم دونوں مکران

کی طرف سفر پر نکلے اور ہمارے ساتھ ایک آدمی ہولیا وہ سیدنا صدیق اکبرو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی شان میں گند بولتا تھا ہم نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا تو ہم نے اسے کہہ دیا کہ ہم سے علیحدہ ہو جا، ہمارے کہنے پر وہ ہم سے الگ ہو گیا، ہم مکران پہنچ گئے اور جب واپسی کا ارادہ کیا تو ہم نے سوچا اگر وہ بھی ہمارے ساتھ چلے تو ہم اسے ساتھ لیتے جائیں۔ اتفاق سے ہمیں اس کا غلام مل گیا ہم نے اس سے کہا اپنے آقا کو کہو اگر وہ ہمارے ساتھ چلنا چاہے تو آجائے اس غلام نے بتایا کہ میرے آقا کے ساتھ تو عجیب وغریب حادثہ ہو گیا ہے ہم نے پوچھا وہ کیا ہے تو اس نے بتایا اُس کے ہاتھ پاؤں خنزیر کے ہو گئے ہیں، یہ سن کر ہم اس کے پاس آئے اور اسے ساتھ چلنے کو کہا، اس نے بتایا کہ میرے ساتھ تو یہ حادثہ ہو گیا ہے پھر اس نے دونوں ہاتھ نکالے تو وہ خنزیر کے ہاتھ تھے۔ آخر کار ہم اس کو ساتھ لے کر چل پڑے اور جب ہم قریہ سواد پہنچے جہاں خنزیر بہت تھے اور اس نے خنزیروں کو دیکھا تو ایک چیخ ماری اور بالکل خنزیر ہو گیا، پھر وہ دوڑ کر خنزیروں میں شامل ہو گیا اور ہم اس کا سامان اور اس کا غلام لے کر کوفے پہنچ گئے۔

(الاسالیب البدیعہ ص ٦٥)

﴿۴﴾

ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم قافلہ کے ساتھ سفر پر نکلے اور ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص ہولیا جو سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی شان رفیع میں گند بولتا تھا، ہم نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا، اثناء راہ وہ حاجت کے لئے نکلا تو اس پر بھڑ ﴿زنبور﴾ ٹوٹ پڑے اور اسے ڈسنا شروع کر دیا اس نے ہم سے فریاد کی ہم اس کی طرف دوڑے مگر ہمیں بھڑوں نے حملہ کر کے بھگا دیا اور اس بے ادب کو چھوڑا جب اُسے ٹھکانے لگا دیا ﴿مار دیا﴾۔ ﴿الاسالیب البدیعہ ص ۶۵﴾

﴿۵﴾

شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں جنازہ گاہ کو نکلا کرتا تھا تاکہ لوگوں کے جنازوں میں شریک ہوسکوں، ایک دن میں جنازہ گاہ کی طرف نکلا تو دیکھا کہ دو آدمی آپس میں گتھم گتھا ہیں حتیٰ کہ ایک نے دوسرے کو لہولہان کر دیا تھا حالانکہ ان دونوں کا لباس صوفیانہ تھا میں آگے بڑھا تاکہ ان دونوں کو چھڑادوں، میں نے دونوں کو کہا ارے تمہارے لباس تو بزرگوں سے لباس ہیں مگر تمہارا کردار بالکل شریروں جیسا ہے، ان میں سے ایک بولا اسے چھوڑ

دے تجھے معلوم نہیں کہ یہ کہتا کیا ہے میں نے پوچھا یہ کیا کہتا ہے وہ بولا یہ کہتا ہے رسول اللہ کے بعد سب سے افضل مولیٰ علی شیر خدا ہیں اور ابو بکر و عمر اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اور اسلام سے مرتد ہو گئے تھے ۔۔ العیاذ باللہ۔ میں نے اس دوسرے سے پوچھا کیا تو یہی کہتا ہے؟ اس نے اقرار کیا کہ میں یہ برملا کہتا ہوں، یہ سن کر میں نے اس پہلے سے کہا اس کو چھوڑ یہ خود ہی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار جواب دہ ہوگا، اس پہلے نے کہا میں اسے ہرگز نہیں چھوڑوں گا، ہاں آپ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں، میں نے کہا میں کیا فیصلہ کر سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور وحی منقطع ہو گئی، اب کیسے فیصلہ ہو سکتا ہے؟ پھر اچانک ایک تنور نظر پڑا جو کہ آگ سے بھڑک رہا تھا اور تنور والا اس کو بند کرنے والا تھا اس پہلے آدمی نے کہا کہ ہم دونوں اپنے اپنے عقائد بیان کر کے اس تنور میں کود جاتے ہیں، جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا اور جو جھوٹا ہوگا وہ جل جائے گا، میں نے اس دوسرے سے پوچھا کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے کہا ہاں کروں گا، پھر ہم تینوں اس تنور والے کے پاس آئے اور اسے کہا ابھی تنور بند نہ کرو ہم اس میں کودیں گے، اس نے منع کیا ہم نے کہا کہ نہیں ہم یہ ضرور کریں گے، تنور والے نے کہا تمہاری مرضی مگر یہ بتاؤ کہ تم ایسا کیوں

کرتے ہو، تو ہم نے اسے واقعہ سنا دیا، اس نے دونوں کو قسم دے کر کہا کہ ایسا نہ کرو مگر ہم نے کہا ضرور کریں گے، اس پر پہلے نے دوسرے سے کہا کیا تو پہلے گو دے گا یا میں پہل کروں، اس نے کہا تو ہی پہل کر، یہ سن کر اس پہلے نے تنور کے کنارے کھڑے ہو کر اپنا عقیدہ بیان کیا، پہلے اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی زاں بعد کہا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرا عقیدہ یہ ہے! تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جس نے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے امداد کی اور اپنی جان، مال، اولاد تیرے سچے نبی پر قربان کر دیے، وہ سب سے پہلے ایمان لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب بنے، وہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کچھ آپ لے کر تشریف لائے سب پر ایمان لائے

اور صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ نازل ہوا ہے: ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن اللہ معنا.

(قرآن مجید پارہ ۱۰)

پھر فاروق اعظم کے فضائل بیان کئے کہ یا اللہ تو نے عمر بن خطاب کو اسلام سے مشرف کر کے دین اسلام کو قوت و عزت عطا کی اور تو نے انہیں کے ساتھ حق و باطل میں فرق کیا، زاں بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

کے فضائل بیان کیئے، کہ تیرے پیارے نبی علیہ السلام نے ان کے نکاح میں یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں دیں، پھر فرمایا کہ اگر میری کوئی تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں وہ بھی عثمان کے نکاح میں دیتا، وہ عثمان جنہوں نے جیش العسرۃ کی تیاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پھر مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کیئے کہ وہ تیرے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد تھے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح میں اپنی پیاری بیٹی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا دی، وہ پیارے علی جو کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شہزادوں امام حسن وحسین کے والد ماجد تھے، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ پھر کہا اے اللہ میں خیر وشر کی تقدیر پر ایمان لایا، میرا عقیدہ خارجیوں والا نہیں، میں حشر ونشر پر ایمان لایا ہوں، یا اللہ یہ ہے میرا ایمان اور میرا عقیدہ، یا اللہ اگر یہ عقیدہ حق ہے تو مجھ پر آگ ٹھنڈی کر دے، جیسے تو نے اپنے خلیل علیہ السلام پر ٹھنڈی کی تھی، یا اللہ مجھے آگ کی تپش اور اس کے شعلوں سے محفوظ رکھ اپنی قدرت وطاقت سے، یا اللہ میں یہ جو کچھ کر رہا ہوں تیرے دین کی غیرت کے لئے کر رہا ہوں، یہ کہہ کر وہ تنور میں کود گیا۔ پھر دوسرا آیا اس نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، زاں بعد کہا یا اللہ میرا دین اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ تیرے نبی کے بعد سب سے افضل علی بن ابی طالب

ہیں اور مولیٰ علی شیر خدا کے کچھ فضائل بیان کیے، زاں بعد کہا میں ان کے سوا کسی کا حق نہیں مانتا، کیونکہ ابو بکر اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا اور مرتد ہو گیا یوں ہی عمر اور عثمان مرتد ہو گئے، نعوذ باللہ۔ پھر اس نے اپنے مذہب کی باتیں کیں اور کہا یا اللہ یہ ہے میرا دین اور میرا عقیدہ، اگر یہ حق ہے تو مجھ پر آگ ٹھنڈی کر دے یہ کہہ کر وہ بھی تنور میں کود گیا اور تنور والے نے تنور بند کر دیا کہ یہ دونوں ہی جل گئے ہوں گے، ان دونوں نے خود ہی اپنے کو جلا لیا ہے۔ تنور والا چلا گیا اور میں تنہا وہاں بیٹھا رہا، اس انتظار میں کہ کچھ نتیجہ نکلے، میں دیوار کے سایوں میں پناہ لیتا رہا مگر میری نظر تنور کی طرف ہی رہی حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا، پھر اچانک وہ سنی عقیدے والا تنور سے نکل آیا جو کہ بالکل صحیح وسالم تھا میں اُٹھا میں نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا پھر پوچھا اے اللہ کے بندے سُنا تنور میں کیسی گزری، اس نے بتایا اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا میں جب تنور میں اترا تو نیچے قسما قسم کے بچھونے بچھے ہوئے تھے اور قسما قسم کے پھول تھے اور نوکر چاکر موجود تھے میں جا کر اس فرش پر سو گیا اور اب اُٹھ کر باہر آ گیا ہوں کیونکہ مجھے کسی آنے والے نے جگایا اور کہا اُٹھ اب تیرے نکلنے کا وقت آ گیا ہے اور نماز کا وقت بھی ہونے والا ہے اُٹھ اور نماز پڑھ پھر میں نے اس سے کہا ذرا ٹھہریں تا کہ تنور والا آئے اور دوسرے کا پتہ چلے، میں گیا اور تنور

والے کو بلا لایا، اس نے تنور میں لوہے کی کنڈی ڈالی اور تلاش کرتا رہا، اچانک اس کی کنڈی اس غلط عقیدے والے کی ہڈی پر لگ گئی، اس نے زور سے کھینچا باہر نکالا تو وہ جل کر کوئلہ ہو چکا تھا صرف پیشانی بچی ہوئی تھی اس پر لکھا ہوا تھا جو کہ ہر کوئی پڑھ سکتا تھا، لکھا ہوا تھا یہ وہ بندہ ہے جس نے سرکشی کی، حد سے بڑھا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس نے کفر کیا یہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے، یہ منظر دیکھ کر لوگوں نے دو کانیں بند کر دیں جو کہ تین دن بند رہیں، لوگ جوق در جوق آتے اور اس سُنی سے واقعہ سنتے اور تائب ہوتے، حتیٰ کہ چار ہزار لوگوں نے غلط عقیدے سے توبہ کی۔ ﴿الاسالیب البدیعہ ص ۶۵، ۶۶﴾

﴿۶﴾

”کتاب الوحید فی علم التوحید“ کے مصنف شیخ عبد الغفار قوصی نے بیان کیا ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی شان میں گند بولتا تھا، اس کی بیوی اور اس کا لڑکا اسے منع کرتے تھے مگر وہ باز نہیں آتا تھا تا آنکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خنزیر ہو گیا۔ اس کے گلے میں بہت بڑا زنجیر تھا، پھر اس کا لڑکا لوگوں کو بلا کر لایا کرتا تا کہ وہ دیکھیں اور عبرت حاصل کریں، کچھ عرصہ بعد وہ مر گیا تو اس لڑکے نے

اروڑی ﴿گندگی﴾ پر پھینک دیا، شیخ عبدالغفار فرماتے ہیں میں نے اس کو زندگی میں دیکھا تھا جب کہ وہ خنزیر بن چکا تھا اور وہ خنزیروں کی طرح چیخا کرتا تھا، نیز مجھے شیخ محبّ الدین طبری نے بتایا میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا میں اس کے لڑکے سے ملا ہوں اور سارا واقعہ سنایا اور اس لڑکے نے بتایا کہ میرا باپ مجھے مارا کرتا تھا اور کہتا تھا تو ابوبکر و عمر کی شان میں گالی گلوچ کر، مگر میں مار کھانے کے باوجود ایسا نہیں کرتا تھا۔ ﴿الاسالیب البدیعہ ص ۲۶﴾

﴿۷﴾

علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ علامہ ابن حجر مکی نے زواجر میں لکھا ہے جب ابن منیر فوت ہوا تو حلب کے نوجوانوں کی ایک جماعت سیر و تفریح کے لئے نکلی، اثناء راہ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم نے سن رکھا ہے کہ جو شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں سب و شتم کرے جب وہ مرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ قبر میں خنزیر بنا دیتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ابن منیر سب و شتم کیا کرتا تھا، اس پر سب نے اتفاق کیا کہ ابن منیر کی قبر کھول کر دیکھیں، وہ ابن منیر کی قبر پر گئے اور قبر کھولی تو دیکھا کہ اس کی صورت خنزیر کی ہے اور اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا تھا پھر ان نوجوانوں نے اسے قبر سے باہر نکالا تا کہ لوگ

دیکھیں اور عبرت حاصل کریں زاں بعد اُنھوں نے اس میت کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ کو قبر میں لوٹا دیا اور مٹی ڈال کر چلے گئے۔

﴿الاسالیب البدیعہ ص ۶۷﴾

﴿۸﴾

نیز فرمایا کہ امام ابن حجر مکی نے زواجر میں لکھا ہے کہ ابوالعباس بن عبدالواحد نے شیخ صاع عمر غیبی سے حکایت کی، فرمایا میں مدینہ منورہ میں روضہ مقدسہ کا مجاور تھا، عاشورہ کے دن میں جنت البقیع کی طرف نکلا دیکھا کہ کچھ لوگ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ میں جمع ہیں، میں قبہ مبارکہ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور ندا دی کہ ہے کوئی جو سیدنا صدیق اکبر کی محبت میں مجھے کچھ دے! یہ سن کر ایک بوڑھا میری طرف آیا اور کہا تھوڑی دیر بیٹھ جا میں فارغ ہو کر تجھے دیتا ہوں پھر جب وہ فارغ ہو گئے تو وہ بوڑھا آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ساتھ لیا اور چل دیا مجھے اپنے گھر لے گیا مجھے گھر کے اندر داخل کر کے دروازہ مقفل کر دیا اور مجھ پر دو غلام چھوڑ دیے، انہوں نے مجھے باندھ کر مارنا شروع کر دیا، پھر اس بوڑھے نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ دو، لہٰذا انہوں نے میری زبان کاٹ دی، پھر اس کے حکم سے ان غلاموں نے

مجھے کھول دیا اور کہا جا جس کے نام پر تو نے سوال کیا تھا اسے کہو کہ تیری زبان ٹھیک کر دے! میں اس کے گھر سے نکل کر روتا ہوا سیدھا روضہء مقدسہ پر حاضر ہو گیا، چونکہ میری زبان تو کٹ چکی تھی، میں بولنے سے معذور ہو گیا تھا، تو میں نے دل سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ میرے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت میں کیا ہوا ہے؟ لہٰذا اگر صدیق اکبر واقعی حضور کے سچے عاشق ہیں تو آپ میری زبان درست کر دیں اور مجھے نیند آگئی میں وہیں سو گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میری زبان بالکل ٹھیک ہو چکی ہے جیسے کہ پہلے تھی، میں بیدار ہوا تو میں نے اپنی زبان کو بالکل صحیح وسالم پایا اور میں بولنے لگ گیا، اور میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میری زبان مجھے لوٹا دی اور میرے دل میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت اور زیادہ ہو گئی، پھر جب دوسرا سال آیا تو میں پھر جنت البقیع کو نکلا، دیکھا وہاں وہ لوگ اکٹھے ہیں، میں نے قبہ مبارکہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر ندا دی مجھے صدیق اکبر کے نام پر ایک دینار چاہیے، یہ سن کر ایک نوجوان اُٹھا میرے پاس آکر کہنے لگا ذرا بیٹھ جاؤ ہم فارغ ہو لیں پھر جب وہ فارغ ہوئے تو وہ نوجوان میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اسی گھر کی طرف روانہ ہوا اس نے مجھے اپنے گھر میں داخل کیا اور میرے سامنے

کھانا لاکر رکھا ہم دونوں نے کھایا جب کھا کر فارغ ہوئے تو وہ نوجوان اُٹھا اور اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور رونے لگ گیا، میں بھی اُٹھا کہ دیکھوں ماجرا کیا ہے میں نے دیکھا کہ اس کمرے میں ایک بندر بندھا ہوا ہے میں نے اس نوجوان سے کہا یہ کیا قصہ ہے یہ سن کر وہ اور رویا میں نے اسے چپ کرایا جب وہ چپ ہوا تو میں نے کہا اس کا کیا قصہ ہے، اس نے کہا اگر آپ قسم اُٹھائیں کہ آپ کسی کو نہ بتائیں گے تو میں بتا دیتا ہوں میں نے قسم اُٹھالی تو اس نے بتایا کہ گذشتہ سال اسی دن ایک آدمی آیا تھا اور اس نے صدیق اکبر کے نام پر کچھ مانگا تھا اور میرے باپ نے اس سے کہا ذرا بیٹھ ہم فارغ ہولیں تو تجھے کچھ دیتا ہوں، فارغ ہو کر میرا باپ اُس سوال کرنے والے کو گھر لے آیا اور اس پر دو غلام مسلط کر دیے، ان غلاموں نے اس سائل کو خوب مارا پھر اس کی زبان کاٹ کر اسے نکال دیا، ہمیں نہیں معلوم کہ وہ کہاں گیا، لیکن جب رات چھا گئی اور ہم سب سو گئے میرے باپ نے ایک چیخ ماری جس سے ہم مرعوب ہو کر بیدار ہو گئے ہم نے اپنے باپ کو دیکھا تو وہ بندر بن چکا تھا، ہم اس سے ڈر گئے اور اسے اس کمرے میں باندھ دیا اور لوگوں کو کہہ دیا کہ ہمارا باپ مر گیا ہے، اور اب میں صبح و شام اس پر روتا ہوں پھر میں نے اس سے پوچھا جس کی زبان کاٹ دی گئی تھی اس کے متعلق آپ

کو کچھ علم ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو میں نے کہا وہ میں ہی ہوں اور سارا قصہ بیان کر دیا کہ یوں میری زبان ٹھیک ہوئی، یہ سن کر وہ اُٹھا میرا سر چوما میرے ہاتھوں کو اس نے بوسہ دیا اور اس نے مجھے ایک دینار اور ایک کپڑا دیا تو میں وہاں سے آ گیا۔ ﴿الاسالیب البدیعہ ص ٦٧﴾

﴿٩﴾

امام شہاب الدین ابوالعباس شرجی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ ابوالخطاب عمر بن مبارک جعفی کا تذکرہ یوں کیا ہے حضرت موصوف عالم تھے، فاضل تھے، واعظ تھے صالح متقی تھے، بڑی اونچی شان والے ولی اور صاحب کرامات تھے جن کی کرامتیں مشہور ہیں، وہ حج کے لئے گئے بعد میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے پھر جب روضہ مقدسہ پر حاضری دی تو وہاں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑے ہو کر قصیدہ مبارکہ پڑھا جس میں سید العٰلمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف تھی، نیز شیخین کریمین سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی بھی مدح و تعریف تھی، جب حضرت موصوف قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص اُٹھا اور آپ کو اپنے گھر لے گیا، ضیافت و اکرام کے

بہانے۔ جب حضرت موصوف اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اس نے دروازے بند کر دیے اور ننگی تلوار لے کر آ گیا اور کہا یا تو وہ زبان نکال جس سے تو نے دونوں ﴿صدیق وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما﴾ کی تعریف و مدح کی تھی میں اس کو کاٹ دوں یا پھر تیرا سر کاٹ کر جسم سے جدا کر دوں گا، آپ نے اپنی زبان باہر نکالی تو اس ظالم نے تلوار کے ساتھ زبان کاٹ کے آپ کو پکڑا دی اور کہا یہ تیری سزا ہے اس مدح سرائی کی جو تو نے ان دونوں کے حق میں کی ہے۔ حضرت موصوف نے زبان ہاتھ میں لی اور اس ظالم نے آپ کو مکان سے نکال دیا، حضرت موصوف علیہ الرحمۃ زبان کو پکڑے دربار رسالت میں حاضر ہو گئے اور دل سے زاری کناں شکایت کر دی پھر لیٹ گئے، اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی خواب میں حضرت موصوف سید العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی تھے، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر کو فرمایا اس کی زبان درست کر دو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زبان کو منہ میں لگا کر پڑھا التی بحول اللہ وقوتہ تو زبان درست ہو گئی، پھر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے موصوف کے سر اور جسم پر دست شفقت پھیرا پھر شیخین کریمین رضی اللہ عنہما

نے بھی دست شفقت پھیرا اور دعاء دی حضرت موصوف بیدار ہوئے تو ایسے تھے جیسے کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں، اور یہ حضرت ابو الخطاب عمر بن مبارک جعفی کی کرامت مشہور ہوگئی پھر حضرت موصوف اپنے وطن مالوف یمن کو لوٹ گئے اور جب دوسرا سال آیا تو پھر آپ حج کے لئے آئے حج کے بعد مدینہ منورہ حاضری دی اور اسی طرح روضہ مقدسہ کے سامنے دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی طرح قصیدہ یعنی نعت پاک پڑھی جب فارغ ہوئے تو ایک نوجوان خوش صورت اُٹھا اور عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنے گھر لے جاؤں اور آپ کی ذات سے برکت حاصل کروں آپ اس کے ساتھ چل دیے، حضرت موصوف بیان کرتے ہیں کہ ہم جب اس کے مکان پر پہنچے تو وہ وہی مکان تھا جس میں گذشتہ سال واقعہ رونما ہوا تھا، نفس کہے اندر نہ جاؤ زبان کٹ جاتی ہے، عشق کہے مزہ آتا، بہرحال اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم داخل ہوگئے، جب مکان کے وسط میں پہنچے تو دیکھا ایک بندر بندھا ہوا تھا جب اس بندر نے مجھے دیکھا تو وہ اُچھلنے کودنے لگ گیا اور مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا تھا اس بندر کو اس نوجوان نے جھڑکا اور اس نوجوان نے مجھے کچھ دور لے جا کر عزت واکرام کے ساتھ بٹھا دیا پھر وہ کھانا لے کر آیا ہم دونوں نے کھانا کھایا جب کھانا کھا چکے تو اس نوجوان نے

مجھ سے مخاطب ہو کر کہا حضرت آپ اس مکان کو پہنچانتے ہیں میں نے کہا بالکل پہنچانتا ہوں پھر اس نے پوچھا کیا آپ اس بندر کو بھی پہچانتے ہیں میں نے نفی میں جواب دیا اس نے بتایا یہ وہی ہے جس نے گذشتہ سال آپ کی زبان کاٹ دی تھی اور میں اس کا بیٹا ہوں پھر اس نے سارا قصہ بیان کیا کہ جب آپ تشریف لے گئے تھے اور رات کو ہم سو گئے تو اچانک ہمارا باپ چیخنے لگ گیا جیسے بندر چیختے ہیں ہم نے دیا جلایا اور اس کو دیکھا تو یہ بندر بنا ہوا تھا ہم نے اس کو باندھ دیا اور ہم اہل خانہ سب کے سب اس کے مذہب اور اس کے عقیدے سے تائب ہو چکے تھے اور اب ہم سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سچی محبت کرتے ہیں۔

﴿الاسالیب البدیعہ ص ۶۸﴾

﴿۱۰﴾

ابن زغب رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ نہایت ہی دیانتدار متقی پرہیز گار تھے بیان کیا کہ مجھ سے شمس الدین نے بیان کیا ہمارا ایک آدمی صواب نامی جو کہ مسجد نبوی میں خادم اور دربان تھا ایک دن وہ میرے پاس آیا اور کہا آج ایک امرِ عظیم رونما ہوا ہے وہ یہ کہ حلب کے کچھ لوگ امیر ﴿ گورنر

مدینہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے بہت سا مال و دولت گورنر کو پیش کیا تا کہ وہ ان کو اجازت دے کہ یہ لوگ رات کو روضہ مقدسہ سے سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے جسد مبارک نکال کر لے جائیں، گورنر نے لالچ میں آکر ان کو اجازت دے دی۔ تھوڑی دیر گزری کہ گورنر کی طرف سے مجھے بلاوا آیا میں حاضر ہوا تو گورنر نے مجھ سے کہا اے صواب آج رات اگر کچھ مرد مسجد نبوی کا دروازہ کھٹکھٹائیں تو دروازہ کھول دینا، اور کسی قسم کی مزاحمت نہ کرنا بلکہ جو کریں آپ کرنے دیں، میں نے ہاں کر دی اور مسجد کے کواڑ کے پیچھے بیٹھ کر رونا شروع کر دیا، پھر عشاء کی نماز ہوئی لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے تو میں نے دروازے بند کر دیے، تھوڑی دیر گزری تو باب السلام کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا، میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا چالیس آدمی ہیں ان کے ہاتھوں میں کدال وغیرہ اور شمعیں تھیں وہ دروازہ سے نکل کر سیدھے روضہ مقدسہ کی طرف بڑھے، اللہ کی قسم ابھی وہ قبر شریف تک ہی پہنچے تھے کہ زمین پھٹ گئی اور زمین نے سب کو نگل لیا۔ گورنر کو جب کسی قسم کی اطلاع نہ پہنچی تو اس نے مجھے بلایا اور کہا اے صواب کیا کچھ لوگ مسجد میں نہیں آئے، میں نے کہا آئے تھے مگر وہ سب کے سب زمین میں دھنس گئے، گورنر نے کہا اے صواب ہوش کر کیسی باتیں کرتا ہے، میں نے گورنر سے کہا آیئے اور ان کا

نشان دیکھ لیجئے، جب گورنر نے دیکھا تو کہا یہ بات کسی کو مت بتانا ورنہ تیرا سر اُتر جائے گا۔ علامہ محبّ الدین طبری فرماتے ہیں وہ گورنر کوڑھ کے عارضہ میں مبتلا ہوگیا، اس کے اعضاء کٹ گئے اور وہ بُری حالت میں مرگیا۔

﴿الاسالیب البدیعہ ص ۳۴۷﴾

﴿۱۱﴾

مولوی امیر علی صاحب اشعۃ اللمعات کے حاشیہ پر لکھتے ہیں ہندوستان کے عظیم آباد میں ایک سنی کی ایک ایسے شخص کے ساتھ دوستی ہوگئی جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مخالف تھا، وہ سنی حج کے لئے تیار ہوا، جب اسے لوگ وداع کرنے گئے تو صحابہ کرام کے دشمن نے اس حاجی سے کہا میری ایک آرزو ہے مگر کہہ نہیں سکتا حاجی نے کہا کہہ کیا ہے، پھر اس نے وہی بات کہی پھر حاجی نے کہا آپ بتائیں تو سہی، اس نے کہا اگر آپ اس بات کا عہد کریں میرا پیغام دربار رسالت میں پیش کردیں گے تو میں بتا دیتا ہوں، حاجی نے عہد و پیمان دے دیا کہ ضرور پیغام پہنچادوں گا، تو اس دشمن صحابہ نے کہا جب تو مدینہ منورہ حاضر ہو اور دربار رسالت میں حاضری سے مشرف ہو تو میری طرف سے یوں کہنا یا رسول اللہ مجھے بھی زیارتِ روضہ مقدسہ کا

بہت شوق ہے مگر اس وجہ سے حاضر نہیں ہوسکتا کہ میرے دو دشمن آپ کے پہلو میں سوئے ہوئے ہیں، سُنی سن کر دلگیر ہوا کہ یہ کیا ہوگیا، اس نے کہا آپ نے اپنی طرف سے تو نہیں کہنا پیغام دینا ہے اس میں کیا حرج ہے وہ حاجی جب مدینہ منورہ حاضر ہوا اور زیارت روضہ مقدسہ سے فارغ ہوا تو پیغام یاد آیا لیکن عرض کرنے کی نوبت نہ آئی، پھر جب واپسی کا دن آیا تو اس نے سوچا میں نے عہد کیا ہوا ہے اگر وفا نہ ہوا تو کیا بنے گا وہ رات کو اُٹھا روضہء انور پر حاضر ہوکر سلام عرض کیا بعد از سلام معذرت کرتے ڈرتے ہوئے پیغام عرض کر دیا لیکن خوف طاری ہو گیا، ہانپتے کانپتے وہیں لیٹ گیا نیند مسلط ہوگئی خواب میں دیکھا کہ امت کے والی جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں آپ کے دائیں سیدنا صدیق اکبر ہیں ﴿رضی اللہ عنہ﴾، اور گلے میں حمائل آویزاں ہے، بائیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں، گلے میں تلوار لٹکائے کھڑے ہیں، سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے امتی یہ پیغام تجھے اُس نے دیا ہے جس طرف انگلی مبارک کا اشارہ تھا دیکھا تو وہی پیغام دینے والا نظر آیا اور عرض کیا ہاں یا رسول اللہ یہی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظم کی طرف اشارہ فرمایا اشارہ پاتے ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے اور جاتے ہی تلوار سے اس کا سرتن

سے جدا کر دیا، اس کا سر گندی نالی میں جا گرا، اس پر آنکھ کھل گئی اور جب وہ اپنے شہر عظیم آباد پہنچا تو یہ واقعہ مولوی خدا بخش خاں کو سنایا پھر تین دن کے بعد اس پیغام دینے والے کے گھر گئے دیکھا کہ اس کی بیوی بچے رو رہے ہیں اور انہوں نے بتایا کہ تمہارا دوست فلاں رات بیت الخلا گیا تھا، شاید کوئی دشمن نالی کے راستے اندر آیا ہو اس نے تیرے دوست کا سر تن سے جدا کر دیا، سر نالی میں پھینک دیا وہ تن وہیں گندگی میں پڑا رہا مگر آج تک سراغ نہیں مل سکا کہ یہ کام کس نے کیا ہے حاجی نے جب غور کیا تو وہ وہی رات تھی جس رات یہ خواب دیکھا تھا۔ ﴿حاشیہ اشعۃ اللمعات ص ۶۵۳ جلد چہارم﴾

﴿۱۲﴾

ابو بکر صیر فی نے بیان کیا ایک شخص سیدنا صدیق اکبر و سیدنا و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی شان میں گند بولا کرتا تھا جب وہ مر گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا تو وہ ننگا ہے صرف اس کے سر اور شرمگاہ پر سیاہ رنگ کا کپڑا ہے پوچھا کیا حال ہے اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے دو عیسائیوں بکر کس اور عون اعسر کے ساتھ رکھا ہوا ہے۔

یہ چند واقعات جو اوپر مذکور ہوئے ان کو غور سے پڑھیں اور عبرت

حاصل کریں، دوست احباب کو پڑھائیں، اہل وعیال کو سنائیں اور نصیحت کریں کہ رسول اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں معمولی سی بے ادبی و گستاخی دین و آخرت کی تباہی ہے اور ایسے لوگوں سے جو بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں ان سے اپنے آپ کو بچائیں، ان کی مجلسوں، ان کے جلسے جلوسوں میں شرکت نہ کریں ورنہ ایمان بچانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ان ارید الا الاصلاح ما استعطت وما توفیقی الا با للہ العلی العظیم.

نیز قبر کے عذاب سے بچانے والے اسباب میں سے ایک سبب اولیاء اللہ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی سے بچے رہنا ہے کیونکہ رحمٰن جل جلالہٗ کے دوستوں کی شان میں بے ادبی سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز سرکار اجمیری قدس سرہٗ نے فرمایا پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا جو کہ اللہ والوں کے ساتھ بغض و حسد رکھتا تھا جب کبھی بزرگانِ دین کو دیکھتا ان سے منہ موڑ لیتا، جب وہ آدمی مر گیا اور اسے قبر میں رکھ کر اس کا منہ قبلہ کی جانب کیا گیا تو اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا اور دوسری طرف مڑ گیا، پھر پھر گیا، جتنی بار بھی اس کا منہ قبلہ کو کرتے اس کا منہ دوسری طرف پھر جاتا لوگ بڑے حیران ہوئے ہاتف

سے آواز آئی اے مسلمانو! کیوں تکلیف اُٹھاتے ہو اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں رہ سکتا کیونکہ یہ دنیا میں میرے دوستوں سے منہ پھیرا کرتا تھا اور ایسے شخص سے میری رحمت منہ پھیر لیتی ہے اور یہ شخص راندہ درگاہ ہو گیا، قیامت کے دن یہ خنزیر کی صورت میں اُٹھایا جائے گا۔ ﴿دلیل العارفین ص ۲۳﴾

الحاصل اولیاء کرام کا اللہ تعالیٰ کے دربار بہت بڑا مقام ہے، چند واقعات سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

اولیاء کرام کا دربار الٰہی میں مقام ومرتبہ

﴿۱﴾

سیدنا عبادہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا بدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الا رض وبھم تمطرون وبھم تنصرون. ﴿رواہ الطبرانی، الامن والعلی﴾

یعنی میری امت میں تیس ابدال ہیں ان کی برکت سے زمین قائم ہے، اوران کی برکت سے تم پر بارش برسائی جاتی ہے، اوران کی برکت سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

﴿۲﴾

حدیث قدسی میں ہے:

من عا دی لی ولیا فقد اٰذنته با لحرب .

﴿بخاری، مشکوۃ شریف ص ۱۹۷﴾

جو کوئی میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرے اس کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔

﴿۳﴾

مشہور معروف عالم دین مولانا عبدالجبار صاحب کو کسی نے بتایا کہ مولوی عبدالعلی اہلحدیث جو کہ مسجد تیلیاں والی امرتسر میں امام ہے اور وہ آپ کے مدرسہ غزنویہ میں پڑھتا بھی ہے، اس مولوی عبدالعلی نے کہا ہے ابوحنیفہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے میں افضل ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں، یہ سن کر مولانا عبدالجبار صاحب جو کہ بزرگوں کا نہایت ہی ادب واحترام کیا کرتے تھے حکم دیا کہ اس نالائق عبدالعلی کو مدرسہ سے نکال دو اور ساتھ ہی فرمایا کہ عنقریب وہ مرتد ہو جائے گا چنانچہ اس عبدالعلی کو مدرسہ سے نکال دیا گیا اور پھر ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ

وہ مولوی عبدالعلی مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے بھی نکال دیا۔ زاں بعد کسی نے مولانا عبدالجبار سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کافر ہو جائے گا۔ فرمایا جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی خبر ملی، اُسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی "**من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب**" اور میری نظر میں امام ابوحنیفہ ولی اللہ تھے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز چھینتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان سے کوئی اعلیٰ چیز نہیں، اس لیے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا۔

﴿کتاب مولانا داؤد غزنوی ص ۱۹۱﴾

﴿۴﴾

سنجار میں ایک شخص تھا جو کہ اولیاء کرام پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا جب وہ بیمار ہو کر قریب المرگ ہوا وہ ہر قسم کی باتیں کرتا تھا مگر کلمہ شہادت نہیں پڑھ سکتا تھا، بار بار لوگوں نے اسے کلمہ سنایا لیکن کسی طرح بھی وہ کلمہ شریف نہیں پڑھ سکا، لوگ پریشان ہوئے اور دوڑ کر حضرت شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لائے۔ خواجہ سوید سنجاری آ کر اس شخص کے پاس بیٹھے اور مراقبہ کیا پھر جب

آپ نے سر مبارک اُٹھایا تو اس شخص نے کلمہ شہادت پڑھا اور کئی بار پڑھا لوگوں کے استفسار پر حضرت شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ چونکہ یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا اس وجہ سے اس کی زبان کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دی گئی تھی اور جب میں نے یہ معلوم کیا تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی سفارش کی، سفارش کرنے پر مجھ سے فرمایا گیا اے پیارے ہم نے تیری سفارش قبول کی لیکن شرط یہ ہے کہ میرے جن ولیوں کی شان میں یہ بے ادبی گستاخی کیا کرتا تھا وہ بھی اسے معاف کردیں، یہ ارشاد سن کر میں مقام حضرات الشریفہ میں داخل ہوا اور حضرت معروف کرخی، حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہم سے میں نے اس شخص کی طرف سے معافی چاہی اور ان حضرات نے معاف کردیا۔

پھر اس شخص نے بیان کیا کہ جب میں کلمہ شہادت پڑھنا چاہتا تھا تو ایک سیاہ رنگ کی چیز میری زبان پکڑ لیتی تھی اور کہتی تھی کہ میں تیری بدزبانی ہوں، اس کے بعد ایک چمکتا ہوا نور آیا اس نے اس بلا کو دفع کردیا اور اس نور نے کہا میں اولیاء کرام کی رضامندی ہوں پھر اس شخص نے کہا مجھے اس وقت آسمان اور زمین کے درمیان نورانی گھوڑے نظر آرہے ہیں جن کے سوار بھی

نورانی ہیں اور یہ سب ہیبت زدہ ہو کر سرنگوں ہیں اور پڑھ رہے ہیں سبوح قدوس ربنا ورب الملائکتہ والروح. پھر وہ شخص آخری دم تک کلمہ شہادت پڑھتا رہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہو گیا۔

الحمد للہ رب العالمین

﴿۵﴾

یحیٰ عمار کوان کے فوت ہونے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے یحیٰ عمار نے جواب دیا جب میں دربار الٰہی میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے یحیٰ ہم تجھ سے سخت جواب طلبی کرتے لیکن تو نے ایک محفل میں اس انداز سے ذکر کیا کہ ہمارا ایک دوست اس کو سن کر خوش ہو گیا، اسی وجہ سے ہم نے تیری مغفرت کر دی، تجھے بخش دیا ہے۔ ﴿مقدمہ تذکرۃ الاولیاء ص ۳﴾

﴿۶﴾

مغربی ممالک کا ایک شخص جو کہ سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا نیاز مند تھا خدمت کیا کرتا تھا، حضرت خواجہ بسطامی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد دوستوں میں بیٹھے بیٹھے بات چل نکلی کہ قبر میں منکر نکیر کے

سوالوں کے جواب دینا ایک کٹھن مرحلہ ہے، یہ سن کر اس رجل مغربی نے کہا اللہ کی قسم جب وہ وقت آئے گا تو بتا دوں گا کہ کیسے جواب دیا جاتا ہے، دوستوں نے کہا ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ تو نے کیا جواب دیا ہے رجل مغربی نے کہا میری قبر پر آجانا انشاء اللہ تمہیں سنا دیا جائے گا کہ کیا سوال و جواب ہوتا ہے۔ جب رجل مغربی فوت ہوا تو لوگوں کے واپس آجانے کے بعد وہ دوست جن کے سامنے بات ہوئی تھی وہ قبر پر ٹھہرے رہے اللہ تعالیٰ نے اس ولی کے خادم کی برکت سے حجاب اُٹھا دیے، حتیٰ کہ انہیں سنائی دے رہا تھا، جب منکر نکیر نے اس سے سوال کیے تو وہ اطمینان سے بولا اور کہا اے میرے رب کے فرشتو تم مجھ سے بھی سوال کرتے ہو حالانکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ولی خواجہ بایزید بسطامی کا کوٹ اپنے کندھوں پر اُٹھائے رکھا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے منکر نکیر اسے چھوڑ کر چلے گئے اور حساب کتاب معاف ہو گیا۔

﴿تفسیر روح البیان ص ۳۸۸ جلد ۹﴾

﴿۷﴾

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں ایک شخص جو کہ سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کا دھوبی تھا، جب وہ فوت ہوا اور اسے دفن کیا گیا اور قبر میں

منکر نکیر آ گئے اس سے سوال کیا اے بندے بتا تیرا رب کون ہے؟ اس سوال کے جواب میں اس دھوبی نے کہا مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ میں غوث پاک کا دھوبی ہوں۔ یہ سن کر منکر نکیر اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

﴿الافاضات الیومیہ جلد دوم﴾

﴿۸﴾

ایک شخص نہایت ہی بدکردار اور فاسق و فاجر تھا اسے لوگ اس کی بدکرداری کی وجہ سے ''شقی'' کے نام سے پکارا کرتے تھے ایک دن وہ خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا بیٹھا پھر وہاں سے اُٹھ کر باہر نکلا تو کسی نے حسب معمول اس کو شقی کے لقب سے پکارا ہاتف سے آواز آئی اب اس کو شقی مت کہو کیونکہ جو شخص ہمارے ولی جنید کی صحبت میں ایک ساعت بیٹھ چکا ہے وہ شقی نہیں رہ سکتا بلکہ اب یہ سعید ہو گیا ہے۔ ﴿ذکر خیر ص ۲۲۹﴾

﴿۹﴾

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ نے فرمایا ایک دفعہ ایک نوجوان جو کہ بڑا ہی فاسق و فاجر اور گنہگار تھا ملتان شریف میں فوت ہوا بعد وفات کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا

اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے، اس خواب دیکھنے والے نے اس سے بخشش کا سبب پوچھا تو اس نے کہا ایک دن حضرت خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہے تھے میں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا تو مجھے اسی دست بوسی کی وجہ سے بخش دیا گیا ہے۔ ﴿خلاصۃ العارفین ص ۲۰﴾

﴿۱۰﴾

ایک شخص جو کہ بڑا ہی فاسق و فاجر تھا، ایک دن وہ دریائے دجلہ پر ہاتھ پاؤں دھونے گیا، اتفاق سے وہاں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ دریا پر وضو کر رہے تھے وہ شخص جب ہاتھ پاؤں دھونے بیٹھا تو اتفاق سے وہ ایسی جگہ بیٹھ گیا جو حضرت امام موصوف کے اوپر تھی اور حضرت امام موصوف نیچے بیٹھے وضو کر رہے تھے، اس شخص کو خیال آیا کہ یہ تو بڑی بے ادبی کی بات ہوگی کہ ایک اللہ تعالیٰ کے مقبول، وقت کے امام وضو کر رہے ہوں اور میرے جیسا ایک نالائق انسان ان سے اوپر بیٹھ کر ہاتھ پاؤں دھوئے، یہ خیال آتے ہی وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے نیچے بہاؤ کی طرف آبیٹھا اور ہاتھ پاؤں دھو کر چلا گیا اور جب وہ فوت ہوا تو ایک بزرگ نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا بتا تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری بخشش ہوگئی، صرف ایک گھڑی امام احمد

بن حنبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادب کرنے کی وجہ سے اور پھر سارا واقعہ ﴿دریا پر ہاتھ پاؤں دھونے والا﴾ سنا دیا۔ ﴿ذکر خیر ص ۲۳، تذکرۃ الاولیاء ص ۱۳۱﴾

﴿۱۱﴾

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کو سب سے پہلے جو تحفہ جنت میں دیا جاتا ہے وہ یہ ہے جو کوئی اس کے جنازہ کے ساتھ جائے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

﴿شرح الصدور ص ۶۵﴾

﴿۱۲﴾

ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک کفن چور تھا اور وہاں ایک پاک دامن نیک خاتون فوت ہوگئی، جب لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھا تو اس کفن چور نے بھی اس نیت سے جنازہ پڑھا تاکہ اس کی قبر کو پہچان رکھے اور رات کو بھول نہ جائے، پھر جب رات چھا گئی تو وہ کفن چور اُٹھا جا کر قبر کھولی اور کفن کو ہاتھ ڈالا تو وہ پاک دامن خاتون بولی سبحان اللہ بخشا ہوا بخشے ہوئے کا کفن چوری کر رہا ہے، یہ سن کر وہ رُک گیا اور پوچھا اے بی بی تو تو بخشی ہوئی ہے لیکن میں کیسے بخشا ہوا ہوں؟ اس پاکدامن بی بی نے کہا کیا تو نے میرا جنازہ نہیں پڑھا اس

نے کہا پڑھا ہے، تو فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی بخش دیا ہے اور جس جس نے میرا جنازہ پڑھا ہے سب کو بخش دیا ہے، یہ سن کر اس کفن چور نے کفن چھوڑ دیا اور سچی توبہ کر کے نیک پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ ﴿شرح الصدور ص ۸۶﴾

﴿۱۳﴾

یوں ہی قاضی ابراہیم نیشاپوری کی خدمت میں ایک کفن چور نے حاضر ہو کر اسی قسم کا واقعہ سنایا اس میں یہ ہے کہ پاک دامن عورت نے یوں کہا سبحان اللہ ایک جنتی جنتی کا کفن چوری کر رہا ہے۔ ﴿شرح الصدور ص ۹۳﴾

﴿۱۴﴾

ایک شخص حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر حاضر ہوا اور لوگوں کے ساتھ آپ کا جنازہ پڑھا ایک رات اس نے خواب میں خواجہ سری سقطی کو دیکھا اور پوچھا حضرت آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی بخش دیا ہے اور جس جس نے میرا جنازہ پڑھا ہے سب کو بخش دیا ہے۔ اس نے عرض کی جناب میں نے بھی آپ کا جنازہ پڑھا تھا، یہ سن کر حضرت خواجہ نے ایک فہرست نکالی اور دیکھ کر فرمایا تیرا نام اس میں

درج نہیں ہے اس نے کہا جناب میں سچ کہتا ہوں کہ میں آپ کا جنازہ پڑھا ہے پھر کیسے میرا نام اس فہرست میں نہیں ہے پھر آپ نے غور سے دیکھا اور فرمایا ہاں تیرا نام حاشیہ پر درج ہے۔

نوٹ: ممکن ہے اس نے کسی صف کے کنارہ پر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھا ہو اسی لیے اس کا نام حاشیہ پر لکھا ہوا ہو۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

﴿۱۵﴾

حضرت شیخ ابو سعید فراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں تھا، میں نے باب بنی شیبہ کے قریب ایک نوجوان فوت شدہ دیکھا جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرایا اور کہا اے ابو سعید کیا آپ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دوست زندہ ہیں اگرچہ وہ فوت ہو چکے ہوں، اولیاء اللہ کا فوت ہونا اتنا ہی ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

﴿شرح الصدور ص ۸۶، روض الریاحین ص ۲۰۴﴾

﴿۱۶﴾

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عارف باللہ ولی کامل خواجہ محمد حضرمی رضی اللہ عنہ یمن کے کسی قبرستان سے گزرے اور وہاں کھڑے ہو گئے، پہلے تو

بہت روئے خوب گریہ زاری کی، بعد میں خوش ہو کر مسکرائے اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا، حاضرین نے متعجب ہو کر رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا تو فرمایا مجھے بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ ان قبرستان والوں کو عذاب ہو رہا ہے اس لئے میں رویا اور گریہ زاری کی اور دربار الٰہی میں بخشش کے لئے سفارش کی تو مجھ سے فرمایا گیا ہم نے تیری سفارش قبول کر لی ہے اور ہم نے ان سب کو بخش دیا ہے اور ہنسا میں اس لئے ہوں کہ اس قبر والی نے جب یہ معاملہ دیکھا تو وہ بولی کہ حضرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں اور میں فلاں گانے بجانے والی ہوں میں یہ سن کر ہنسا اور کہہ دیا کہ چل تو ابھی ان کے ساتھ بخشی گئی ہے زاں بعد قبریں کھودنے والے سے لوگوں نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے تو اس نے بات کی تصدیق کر دی کہ یہ فلاں گانے بجانے والی عورت کی قبر ہے۔

﴿روض الریاحین ص ۲۰۱﴾

﴿نوٹ﴾

امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قبروں والوں کو دیکھنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ خواب میں ملاقات ہو اور ان کے احوال معلوم ہوں، دوم یہ کہ جاگتے ہوئے دوسروں کے احوال دیکھے جائیں ایسا دیکھنا یہ اولیاء کرام کا حصہ ہے۔

﴿روض الریاحین ص ۲۰۱﴾